ماتمِ انسانیت

انسان کی سوئی ہوئی سبعیت و بہیمیت پھر جاگ اٹھی ہے، وہ اشرف المخلوقات کہ صورت سے آدمی مگر خواہشوں میں بھیڑیا، محل سراؤں میں متمدّن انسان، مگر میدانوں میں جنگلی درندہ اور اپنے ہاتھ پاؤں سے اشرف المخلوقات، مگر اپنی روح بھیمی میں دنیا کا سب سے زیادہ خونخوار جانور ہے، اب اپنی خوں ریزی کی انتہائی شکل اور اپنی مردم خوری کے سب سے زیادہ برے وقت میں آگیا ہے۔ وہ کل تک اپنے کتابوں کے گھروں اور علم و تہذیب کے دارالعلوموں میں انسان تھا، پر آج چیتے کی کھال، اس کے چمڑے کی نرمی سے زیادہ حسین اور بھیڑئیے کے پنجے اس کے دندانِ تبسم سے زیادہ نیک ہیں۔ درندوں کے بھٹ اور سانپوں کے جنگلوں میں امن و راحت ملے گی، مگر اب انسانوں کی بستیاں اور اولادِ آدم کی آبادیاں راحت کی سانس اور امن کے تنفس سے خالی ہو گئی ہیں، کیونکہ وہ جو خدا کی زمین پر سب سے اچھا اور سب سے بڑھ کر تھا، اگر سب سے برا اور سب سے کمتر ہو جائے تو، جس طرح اس سے زیادہ کوئی اور نیک نہ تھا، ویسا ہی اس سے بڑھ کر اور کوئی برا بھی نہیں ہو سکتا۔ شیر خوں خوار ہے، مگر غیروں کے لئے، سانپ زہریلا ہے مگر دوسروں کے لئے چیتا درندہ ہے، مگر اپنے سے کمتر جانوروں کے لئے، لیکن انسان دنیا کی اعلیٰ ترین مخلوق، خود اپنے ہی ہم جنسوں کا خون بہاتا اور اپنے ہی ابنائے نوع کے لئے درندۂ خونخوار ہے۔ انسان ہی ہے، جو فرشتوں سے بہتر ہے، اگر اپنی قوتوں کو امن و سلامتی کا وسیلہ بنائے اور انسان ہی ہے، جو سانپ کے زہر اور بھیڑئیے کے پنجے سے بھی زیادہ خونخوار ہے، اگر راہِ امن و سلامتی کو چھوڑ کر بہیمیت اور خونخواری پر اتر آئے۔

(مولانا ابوالکلام آزاد، نگارشاتِ آزاد)